© rasailojaraid.com

# وفد نجران کا قصہ

## (مباہلہ سے راہ فرار)

تحریر: جناب ارشاد علی اٹک

۹ ھجری کے آخر اور ۱۰ ھجری کے آغاز میں عرب بھر سے کئی قبیلوں کے وفود مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر رہے تھے کہ نجران کے کچھ عیسائی علماء آنحضرت ﷺ سے بات چیت کرنے اور مناظرہ کیلئے مدینہ منورہ پہنچے۔

نجران یمن کے علاقہ میں ایک جگہ کا نام ہے۔ عیسائی حبشیوں کے یمن پر تسلط کے زمانہ میں نجران سرکردہ عرب عیسائیوں کا ایک مرکز بن گیا تھا۔

نجران کے عیسائیوں کا یہ وفد ساٹھ افراد پر مشتمل تھا جن میں چودہ سوار تھے۔ وفد میں نجران کے دو بڑے سیاسی راہنماؤں عبدالمسیح اور ایہمؔ کے علاوہ ان کا اسقف (Bishop) ابو حارثہ بن علقمہ بھی شامل تھا۔

ابو حارثہ بن علقمہ کی عیسائی بازنطینی دربار میں بہت زیادہ قدر و منزلت تھی اور ایک طرح سے وہ کلیسائے عرب کا رئیس کہلاتا تھا۔

وفد نجران میں شامل یہ لوگ اپنے لہراتے ہوئے اطلس و حریر کے پادریانہ خرقوں پر جھولتی ہوئی صلیبوں کے ساتھ ایک عجب انداز سے مدینہ منورہ میں وارد ہوئے اور مدینہ منورہ کے سادہ مسلمان انہیں حیرت سے دیکھنے لگے۔

آنحضرت ﷺ نے اس وفد کے ارکان کو مسجد نبوی کے ایک حصہ میں ٹھہرایا اور مسجد میں ہی انہیں اپنے طریقہ سے عبادت کرنے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ (لیکن افسوس کہ آج ایک مسلک کا مسلمان دوسرے مسلک کے مسلمان کو اپنی مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے برداشت نہیں کرسکتا)

دوسرے دن انہوں نے بحث مباحثہ کا آغاز کیا۔ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کے رب اور رب کا بیٹا ہونے کے استدلال میں یہ کہا کہ ''عیسیٰؑ مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ بیماروں کو شفا دیتے تھے۔ غیب کی باتیں بتاتے تھے۔ مٹی کی مورتیوں میں پھونک مار کر اڑتا ہوا پرندہ بنا دیتے تھے نیز وہ باپ کے بغیر پیدا ہوئے تھے اور



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انہوں نے گہوارہ (ماں کی گود) میں کلام کیا تھا اور ان سب امور میں ان کا کوئی مد مقابل نہیں۔ لہذا وہ اللہ کے اوتار اور ابن اللہ تھے۔

آنحضرت ﷺ نے ان تمام باتوں کو تسلیم کرتے ہوئے ان لوگوں کے سامنے حضرت مسیحؑ کی بشریت پر زور دیا اور ان کے رحم مادر سے پیدا ہونے، کھانے پینے، رنج و غم کا احساس ہونے، کائنات کا محافظ و نگران نہ ہونے بلکہ خود اللہ کی حفاظت کا محتاج ہونے کے ان پہلوؤں سے استدلال فرمایا جس سے وہ لوگ بھی انکار نہیں کر سکتے تھے۔

لیکن اس کے باوجود وہ لوگ اپنے عقیدہ پر ڈٹے رہے۔ اس پر سورہ آل عمران کی ابتدائی ۸۳ (تراسی) آیات نازل ہوئیں جن میں آیت نمبر ۶۱ میں مباہلہ کے ذریعہ فیصلہ کرنے کی تجویز تھی۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع أبنآءنا وأبناءكم ونساءنا ونساءكم وأنفسنا وأنفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنت الله على الكذبين﴾ ترجمہ: ''پھر کوئی آپ سے اس (معاملہ) میں کٹ حجتی کرنے لگے بعد اس کے کہ آپ کے پاس علم (صحیح) پہنچ چکا ہے۔ تو کہہ دیجئے اچھا آؤ ہم بلالیں اپنے بیٹوں کو (بھی) اور (تم) اپنے بیٹوں کو اور ہم (بلالیں) اپنی عورتوں کو اور (تم) اپنی عورتوں کو (بھی) اور (بلالیں) ہم اپنے آپ کو اور (تم) اپنے آپ کو (لے آؤ) پھر ہم سب نہایت خشوع سے دعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں'' (اور پھر نتائج کا انتظار کریں)

پہلے تو وہ لوگ اس بات پر رضا مند ہو گئے چنانچہ دوسرے دن وفد کے تینوں بڑے سردار اور عبدالمسیح اور ایہم کا ایک ایک لڑکا زرق برق لباس میں باہر آئے۔ ادھر آنحضرت ﷺ حضرت فاطمہؓ حضرت علیؓ حضرت حسنؓ کے ہمراہ مسجد میں آکر گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے اور دعا کرنے کیلئے تیار ہو گئے۔

عبدالمسیح نے اپنے اُسقف (Bishop) اُبو حارثہ سے کہا ''پادری صاحب! آپ آگے ہو کر مباہلہ (کی بددعا) میں شامل ہوں۔'' ابو حارثہ یہ سن کر گھبرا اٹھا اور کہنے لگا ''اللہ کی قسم! یہ شخص (آنحضرت ﷺ) مباہلہ سے کسی طور ٹلتا نظر نہیں آتا۔ اگر یہ سچا ہوا تو مباہلہ کے ایک سال بعد تک کوئی عیسائی کہیں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گا۔''

چنانچہ یہ لوگ مباہلہ کی بجائے جزیہ دینے پر آمادہ ہو گئے اور ایک معاہدہ کر کے واپس چلے گئے۔ نجران واپس کر ان میں سے ایہم نے اسلام قبول کر لیا اور باقی بدستور عیسائیت پر قائم رہے۔



© rasailojaraid.com